ذخیرۂ جلالی کے چار اہم مخطوطات
تشویق السالکین

پروفیسر حکیم سید محمد کمال الدین حسین ہمدانی

رسالہ تشویق السالکین، علامہ اخوند ملا محمد تقی مجلسی طاب ثراہ ابن مقصود علی (المتوفی ۱۰۷۰ھ ومدفن در مسجد جامع اصفہان) کا تصنیف کردہ ہے۔ میرے والد مرحوم ومغفور حکیم سید محمد ریاض الدین حسین صاحب ہمدانی الجلالوی نے اس رسالہ کا اردو ترجمہ ایک قدیم مخطوطہ سے نقل فرمایا تھا اور اس کو تشریفات سے محشیٰ فرمایا تھا۔

یہ رسالہ اس طریقت سے متعلق ہے کہ جس پر انبیائے کرام سرورکائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام تابعین وتبع تابعین اور جملہ عارفین وصوفیائے حقہ عامل رہے ہیں۔ اس رسالہ میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے جن کتب کا حوالہ پیش فرمایا ہے وہ ان آیات قرآنیہ واذکار وادعیہ اور ماثورہ پر مشتمل ہیں جو تعقیبات نماز پنجگانہ اعمال ہفتہ وماہ سال اعمال اربعین (چلہ وغیرہ سے) تعلق رکھتے ہیں اور جن اعمال و اوراد کو اختیار فرما کر عارفین نے سلوک وعرفان حق تعالیٰ کی منزلیں طے فرمائی ہیں۔ وہ دین اور دنیا میں ہمیشہ کامیاب رہے اور نجات اخروی حاصل فرمائی جو اصل حیات انسانی ہے۔

اس رسالہ میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے ثابت وواضح فرمایا ہے کہ علمائے شیعہ اثناعشریہ بھی تصوف حقہ کے قائل اور اس پر عامل رہے ہیں اور اعمال صوفیہ وعرفانیہ سے انہوں نے استفادہ فرمایا ہے۔ اور اپنی کتب میں ان کو نقل فرمایا ہے چونکہ یہ ایک مختصر رسالہ ہے لہٰذا تمام تر ہدیہ ناظرین ہے۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للّٰہ الذی فضل انبیائه واولیائه علی جمیع والخلائق والامم خصص سرائرھم الخصایص الحایق والحکم والصلوٰۃ والسلام علی محمد مفخر العرب والعجم وعلی سید الاولیاء علی الکریم الاکرم وعلی آله واتباعه الھادین الی طریق الاقوام۔“

امابعد اس طرح عرض کرتا ہے محتاج غفران ونی پرورگار محمد تقی مجلسی صاحبان فہم وبصیرت پر

پوشیدہ نہ رہے کہ جن وانس کی ایجاد کی علت غائبہ شناخت حضرت ربّ العزت ہے، چنانچہ آیۂ وافی ہدایہ وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون .... لیعرفون۔ اس پر شاہد ہے۔ اور معرفت کا سب سے اقرب طریقہ ،طریقہ حقہ، رضویہ، ذہبیہ ،معروفیہ مرتضویؑ ہے جس کو طریق تصوف وحقیقت بھی کہتے ہیں اور وہ مراد ہے تحصیل قرب معرفت ربّ العالمین سے بطریق زہدو ریاضت اور قطع تعلق خلقت سے اور عادت رکھنا عبادت کی۔

الحال ایک ایسی جماعت پیدا ہوئی ہے جن کو شریعت سے کوئی خبر ہے، نہ طریقت کا کوئی اثر ہے اور وہ اس طریقۂ حقہ کا انکار کرتے ہیں ۔محض بوجہ اس کے کہ ان کو آیات واخبار ائمہ اطہار پر وقوف حاصل نہیں ہے اور نہ ان میں فکرو تدبر کرسکتے ہیں اور نفس وغذا کی پیروی کرتے ہیں جس کا پھل حسد وعناد وتعصب ہے، اگر چہ مشہور ہے کہ چمگادڑ اگر وصل آفتاب کی خواہش نہیں کرتی تو بازار آفتاب کی رونق بھی نہیں کھوتی۔ لیکن چونکہ انکا انکار اس نعمت عظمیٰ سے بعضوں کی محرومی کا باعث ہوتا ہے لہٰذا اس فقیر محمد تقی مجلسی سے بعض دوستوں نے التماس کیا کہ اس طریقہ کی حقیقت پر ایک مختصر رسالہ لکھا جاوے تا کہ شیعیان امیر المومنین اس سعادت سے بے نصیب نہ رہیں لہٰذا ان کے سوال کے ایجاب میں باوجود یکہ ایک مبسوط کتاب جس کا نام ''مسند السالکین'' ہے، لکھی ہے ۔ اس رسالہ میں ہر باب سے مجملاً کچھ بیان ہوتا ہے اور اللہ سے مدد اور توفیق طلب کی جاتی ہے۔

زہدو خلاصہ نسل انسان کہ انبیاء ہیں سب یہی طریق رکھتے تھے۔ جیسا کہ کتب اخبار اور قرآن مجید اور احادیث ائمہ اس پر ناطق ہیں، منجملہ جن کے حدیث ابن مسعود ہے جو مکارم الاخلاق (مصنفہ شیخ ابو انصر الحسن بن ابی علی الطبرسی) وغیرہ کتب شیعہ وسنی سے مندرج ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن مسعود کو ہدایت کی کہ اے پسر مسعود! بہ تحقیق کہ خدائے تعالیٰ نے موسیٰ کو مناجات ومکالمات کا شرف بخشا جب کہ دیکھا کہ انہوں نے ترہ کے ساگ کو اپنے پیٹ پر بوجہ لاغری کے باندھ رکھا ہے اور سوال نہیں کیا جب کہ مدائن میں موسیٰ اس دیوار کے نیچے سے گذرے جہاں کہ طعام کھلا رہے تھے ۔ اے مسعود اگر تو چاہے تو تجھے خبر دوں حال نوحؑ نبی اللہ سے کہ نوسو پچاس برس کی زندگی میں جبکہ صبح ہوتی تھی کہتے تھے شام مجھ کو نہ ہوگی (یعنی زندگانی کا دن بھر اعتبار نہ کرتے تھے) اور لباس ان کا پشم تھا اور خوراک ان کی جو۔ اور اگر تو چاہے تو تجھ کو حضرت یحیٰؑ کے حال سے خبر دوں جن کا لباس درخت خرما کی چھال تھی اور خوراک ان کی درختوں کے پتے۔ اور اگر تو چاہے تو

خبردوں حضرت عیسیٰ کے حال سے ان کا عجب حال تھا، ہمیشہ کہتے تھے کہ روٹی اور کھانا میرا گرسنگی (بھوک) ہے اور کام میرا خدا ہے اور لباس میرا پشم اور سواری میری دونوں پاؤں میرے اور چراغ میرا رات میں چاند ہے اور جاڑے میں میرا لحاف آفتاب ہے اور میوہ میرا سبزہ پہاڑ اور جو کچھ کہ چار پائے کھاتے ہیں اور رات مجھ پر آتی ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہوتا اور دنیا میں مجھ سے زیادہ صاحب دولت کوئی نہیں ہے۔ اے ابن مسعود آتش جہنم اس شخص کے واسطے ہے کہ مرتکب حرام کا ہووے اور بہشت اس شخص کے واسطے ہے کہ جو ترک حرام کرے لہٰذا تجھے لازم ہے کہ ترک حرام کرے اور زہد کو اپنا شعار کرے دنیا میں تیرے زہد پر خدا تعالیٰ ملائکہ پر مباہات کرتا ہے اور رحمت کرتا ہے تجھ پر جبار عالم اور یہ ہے طریقہ زہد کے ہر درجہ میں اور ترک دنیا میں (یعنی جتنا تو زہد کرے گا اسی قدر قرب خداوندی تجھ کو حاصل ہوگا) اس مختصر رسالہ میں سب کے ذکر کی گنجائش نہیں ہے۔ اور حضرت سید المرسلینؐ کہ فخر و باعث کل موجودات تھے ان کی گرسنگی اور زہداور ریاضت اور گوشہ گیری اور ترک دنیا قبل بعثت غار حرا میں اور پتھر کا پیٹ پر باندھ لینا اور پاؤں پر ان حضرت کے ورم آجانا کثرت قیام شب سے اور باقی ریاضتیں آں حضرتؐ کی بے حد مشہور ہونے کی وجہ سے محتاج بیان نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت امیر المومنین کی ریاضات شاقہ اظہر من الشّمس ہیں، چنانچہ علامہ حلّی علیہ الرحمہ کتاب ''شرح تجرید'' بحث امامت میں فرماتے ہیں کہ جوتا ان حضرت کا کھال کا اور ٹوپی کھجور کی چھال کی رکھتے تھے اور روٹی کو سالن سے بہت کم کھاتے تھے او ر اگر کھانے پر رغبت ہوتی تھی تو نمک اور سرکہ سے کھاتے تھے اور اگر تکلف کیا تو سبزی یا دودھ سے کھاتے تھے اور گوشت بہت کم کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اپنے پیٹ کو حیوانات کی قبر نہ بناؤ۔ اور دنیا کو سب نے طلاق دے رکھی تھی ۔ اور کتاب اطعمہ از کافی میں نقل ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت امیرؑ آنحضرتؐ سے زیادہ مشابہ تھے کھانے میں، اور یہ صفت رکھتے تھے کہ خودروٹی اور سرکہ کھاتے تھے اور آدمیوں کو روٹی اور گوشت کھلاتے تھے اور اسی طرح کتاب مذکور میں نقل ہے عمان سے کہ راویان حضرت صادق سے ہے کہ کہا اس نے کہ ایک رات سونے کے بعد حضرت کی خدمت میں گیا، دیکھا میں نے کہ دسترخوان بچھا یا گیا اور اس میں سرکہ ، زیتون اور گوشت تھا۔ گوشت کو آنحضرت نے اٹھایا اور میرے آگے رکھ دیا اور خود سرکہ وروغن زیتون کھایا اور گوشت کی طرف رغبت نہ فرمائی اور فرمایا کہ یہ ہے طعام میرا اور طعام جملہ انبیاء اور اولیاء کا اور اسی طرح ہر امام کا یہ ہی

طریقہ تھا۔ چنانچہ حال اور سیرت ان کی کتب اخبار میں مذکور ہے۔

اور اس طرح اصحاب صفّہ جو کہ فرقہ اول درویشوں سے ہیں، ان کا بھی یہ ہی مسلک تھا مانند سلمان اور اباذر وعمار وغیرہ کے چنانچہ بعض تفسیروں میں مذکور ہے کہ اکابر قبیلہ مقر حضرت رسالتماب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اصحاب صفہ کو لباسہائے کہنہ وبوسیدہ پہنے ہوئے انتہائی تقرب میں دیکھا۔ تکبّر کی وجہ سے ان کو ان کی ہمنشینی ناگوار ہوئی اور چنانچہ انہوں نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ ہم بزرگ قوم ہیں اور یہ لوگ نادار ہیں۔ ہم کو ان کی ہمنشینی ننگ وعار ہے، لہٰذا یہ التماس ہے کہ جس وقت ہم آپ کی مجلس میں آویں یہ لوگ نہ ہوں۔ آنحضرتؐ نے اس وجہ سے کہ ان کا قبیلہ بہت بڑا تھا حتیٰ کہ عرب میں کثرت سے ضرب المثل تھا اور ان کا ایمان لانا موجب قوت اسلام تھا، لہٰذا بنظر تالیف قلوب ان کے ان کے سوالوں کا رد کرنا مناسب نہ سمجھا اور جواب میں توقف فرمایا: یہ آیت نازل ہوئی۔ ''واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدٰوۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عیناک عنھم ترید زینت الحیٰوۃ الدّنیا ولا تُطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا۔ قل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انّا اعتدنا للظالمین ناراً۔'' یعنی اے رسولؐ! نفس کو ان لوگوں کے ساتھ جو کہ اپنے پروردگار کو صبح وشام پکارتے ہیں اور اس کی رضا جوئی کرتے ہیں اور اپنی نگاہ کو ان لوگوں پر سے نہ ہٹا، کیا تو زینت وزندگانی دنیا کو چاہتا ہے، اور نہ فرمانبرداری کر اس شخص کی جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا ہے اور وہ پیروی کرتا ہے خواہش نفسانی کی اور اس کا کام برباد اور تباہ ہے کہدے اے رسولؐ کہ حق میرے پروردگار سے ہے۔ پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر ہوجائے۔ بہ تحقیق کہ ہم نے ظالموں کے واسطے جہنم کو بنایا ہے۔ اور اسی طرح کتاب کافی میں حضرت امام صادقؑ سے منقول ہے کہ فرمایا حضرتؑ نے کہ کوئی چیز حضرت رسولؐ کی خدمت میں لائے اور حضرت نے اس کو فقراء ومساکین اہل صفہ میں سے ایک جماعت پر تقسیم کیا لیکن وہ اس قدر نہ تھی کہ تمامی اہل صفہ کو کافی ہوتی خیال ہوا کہ شاید دوسروں کو ملال ہو۔ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں اپنے پروردگار سے اور اے اہل صفہ تم سے عذر چاہتا ہوں اس لئے کہ ایک چیز میرے واسطے آئی تھی، میں نے چاہا کہ تم میں تقسیم کروں لیکن اتنی نہ تھی کہ سب کو مل جاوے لہٰذا تم میں سے بعضوں کو میں نے مخصوص کرلیا، جن کی جزع وبے تابی سے خوف تھا۔

الغرض اصحاب صفہ کی فضیلت محتاج بیان نہیں ہے اور ان میں سے ہر ایک کو صفی کہتے ہیں یعنی منسوب بہ صفہ، یہاں تک کہ کثرت استعمال سے صوفی ہوگیا۔ یہاں بقدر حاجت شیخ ابو سعید سہروردی وغیرہ وجہ تسمیہ یہ بتاتے ہیں کہ اکثر جو پشمینہ پوش رہتے تھے ان کو صوفی کہتے تھے اور جناب امیرؑ کا وہ قول ہے جو ان لوگوں میں مشہور ہے ۔ کتاب غوالی میں شیخ ابن ابی جمہور احسائی اکابر علمائے شیعہ نے بحوالہ آنحضرت صلعم فرمایا ہے کہ ''تصوف کو'' صوف سے لیا ہے اور اس میں تین حرف 'صاد' کو صبر سے اور ''واؤ'' کو وفا سے اور ''فا'' کو فقر وفنا سے لیا ہے۔ اور اسی طرح اکابر علمائے شیعہ متقدمین اور متاخرین سے جو واقف اسرار ہیں زیادہ تر طریقۂ اہل بیت اور ان کی متابعت پر رہتے ہیں اور اس زمانہ کے علماء تو سب یہی مسلک رکھتے ہیں ۔مثل علامہ البشر اور قدوۃ المحققین نصیر المللہ والدین (مجدد ومحقق شیخ نصیر الدین طوسی علیہ الرحمہ مصنف شرح اشارات ودیوان ومثنوی وکتاب اوصاف الاشراف ودر دوطوسی)عالم شیعہ بلکہ تمام بنی آدم میں بعد انبیاء واوصیاء ان کے مانند دریائے زخار علوم کا نہیں ہوا ہے اس علم میں بہت سی تصنیفیں اور علم کلام میں متعلق ذات وصفات الٰہی ودلائل عقلی ونقلی سے بیان فرمایا ہے کافی ہے۔ اس سے زیادہ علم کلام میں کسی کو میسر نہیں۔ پس اگر کوئی ترقی کرے تو اس کو چاہئے کہ ریاضت شاقہ کرے اور نفس امارہ کو قید کرے۔ اور واہیات خیالات کو چھوڑے تاکہ خدا اس کے دل کو نور رہدایت سے منور کرے تاکہ مجاہدہ نفس سے آثار ملکوتیہ اور آثار جبروتیہ مشاہدہ کرے اور اس کے دل پر پوشیدہ حقیقتیں روشن ہوں۔لیکن یہ لباس ایسا نہیں ہے جو ہر صاحب قد کے قد وقامت کے واسطے تیار کیا گیا ہو۔

اسی طرح ورام کندی (شیخ ورام کندی مصنف کتاب مجموعہ ورام اکابر علمائے شیعہ) نے مجاہدہ نفس وزہد وریاضت اور بیان فضائل نیک اور صفات ہائے بد اور ان کا علاج ان احادیث کے ساتھ لکھا ہے کہ محتاج بیان نہیں۔

اسی طرح نقیب لقائے آل ابی طالب سید رضی الدین علی ابن طاؤس قدس سرہ (مصنف مہج الدعوات وکتاب اقبال وکتاب جمال الاسبوع بکمال العمل المشرع ورسالہ محاسبۃ النفس ومجتبیٰ ومرتب توقیعات جناب صاحب الامر علیہ السلام)اکابر علماء جن کے فضائل ومناقب کتاب رجال میں مذکور ہیں مسلک زہد و ریاضت کا رکھتے تھے جیسا کہ شیخ شہید مکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب اربعین میں ان کے فضائل شمار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنے زمانے کے لوگوں میں سب سے زیادہ زاہد اور صاحب

کرامات وکمالات تھے اور ان کے قول وفعل وریاضت وخارق عادات اور ان توقیعات کی بابت جو حضرت صاحب الامر علیہ السلام نے ان پر فرمائی ہیں اس قدر مشہور ہیں کہ حاجت بیان نہیں۔

اسی طرح سید محمد آملی صاحب نفائس الفنون جو کہ علامہ حلّی قدس سرہ نے، کہ ہمعصر اور علمائے شیعہ کے فاضلوں میں سے تھے کتاب مذکور میں اصطلاحات صوفیہ اور آداب سلوک اور اقسام مکاشفات اور اطوار اور مقامات مفصل تحریر فرمائے ہیں۔

اسی طرح سید حیدر بن علی الحسینی آملی (مصنف کتاب جامع الانوار درتحقیق صوفیہ وجامع الاسرار وجامع الحقائق وشرح فصول مسمی نبض الفصول وکتاب الکشکول فیما جرعلی آل الرسول ورسالہ رافعہ الخلاف درتوق شاہ ولایتؑ در دفع متغلبان ثلثہ از جہت عدم ناصر بودہ) صاحب تفسیر بحر الامجار نے ستر ہزار شعر دلائل اور احادیث اہل بیت میں درج کیے ہیں اس بیان میں کہ وہ شیعہ جو صوفی نہ ہو شیعہ نہیں ہے اور جو صوفی کہ شیعہ نہ ہو صوفی نہیں ہے۔ فرماتے ہیں دیکھا میں نے کہ جہاں طالبان علم شیعہ اور ناقصان صوفیہ کا جھگڑا ہے اس کتاب کو میں نے لکھا کہ معلوم ہو کہ تصوف طریقہ مرتضویہ ہے اور تصوف اور تشیع کے ایک معنی ہیں اور یہ مخالف بوجہہ نادانی وکم علمی ہی ہے۔ بے عقلی طرفین کی وجہ سے۔

اسی طرح قدوۃ المحد ثین شیخ ابن فہد حلّی علیہ الرحمہ ریاضت اور عزلت اور انقطاع فلق کے بارے میں عدۃ الداعی وغیرہ کتب مشہور تحریر فرما چکے ہیں۔

اسی طرح شیخ ابن ابی جمہور الاحسائی (مصنف کتاب مجلی وموجز ومہذب بارع وغوالی الامی وغیرہ) فاضل علمائے شیعہ نے حقیقت تصوف وتحقیقات وتدقیقات کتاب مجلی المرات میں جو علم کلام میں لکھی ہیں اور اس میں آپ نے خرقہ اور سلسلہ مشائخ صوفیہ کی معرفت ائمہ ہدیٰ سے بیان کیا ہے اور کتاب غوالی الابی میں احادیث معتبرہ اور تصوف کی تعریف نقل کی ہے۔ اور شیخ شہید مکی (مصنف کتاب منیۃ المریدین واسرار الصلوٰۃ وغیرہ) روساء ملوکیت سے مشہور ہیں۔ کتاب منیۃ المریدین فرماتے ہیں کہ ظواہر شریعت نماز، روزہ، دعا، تلاوت قرآن وغیرہ (جو علمائے متقدمین نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے) کو حاصل کرے۔ عبادت میں سے اور بھی چیزیں ہیں جن کی کہ معرفت واجب ولازم ہے کیونکہ اعمال غیر واجبہ میں سے جو کچھ کہ مکلّف پر لازم ہیں صرف وہی نہیں ہیں بلکہ اور بھی ہیں، جن کی معرفت واجب تر ہے۔ خلقی رذالت سے، تطہیر نفس مثل کبر دربار وحسد کینہ وغیرہ اور یہ تکالیف کتب وغیرہ میں نہیں مل سکتی ہیں۔ اپنے نفس کی اصلاح کرے اور پروردگار کی رضا جوئی۔

طالب علم کو چاہئے کہ اوّل اپنے باطن کو پاک کرے نفسانی خواہشات سے اور صفات مہلکات شیطانی سے تاکہ نیت خالص اور اخلاص تمام سے طلب علم میں مشغول رہے۔ بعد مجاہدۂ نفس صاحبان دل کی طرف رجوع کرے اور اگر صاحبان دل کو نہ پاوے تو گوشہ گیری اور تنہائی اختیار کرے۔حصول عالم علوم رسمیہ کے بعد چاہئے کہ تحصیل علم حقیقت کی طرف رجوع کرے جو کہ تمام علوم کا نتیجہ ہے اور شیخ علیہ الرحمہ کی تحریص ورغبت تصوف پر اس سے زیادہ ہے ۔ اسی طرح سید نور اللہ شوستری (مصنف مجالس المومنین احقاق الحق ، مصائب النواصب، الصوارم المحر قہ فی نقد الصواحق المحر حقہ وغیرہ) کی تصانیف اثبات مذہب شیعہ میں مشہور ہیں۔ اور سلسلہ نور بخشیہ سے ہیں اور کتاب مجالس المومنین میں دلائل قومیہ سے ثابت کرتے ہیں کہ جملہ مشائخ مشہور شیعہ تھے اور یہ اہل بیت علیہم السلام کا طریقہ تھا۔ اور کتاب مصائب النواصب میں جو کہ رد کتاب فواضح الروافض میر مخدوم شریف نے لکھی ہے، شیعوں پر طعن کیا ہے اور شیعوں کو بطلان کی دلیل دی ہے کہ وہ اولیاء کے منکر اور علماء سے کوئی صوفی نہیں، صاحب دل نہیں، کشف ومعرفت حال سے خبر نہیں رکھتے ۔ میر نور اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دلائل خلاف حق ہیں اور یہ افترا ہے کیونکہ تصوف شیعوں کا طریقہ ہے بلکہ عین تشیع ہے۔ دلائل قویہ اور تفصیل سے بیان کیا ہے کیونکہ علمائے شیعہ سے کوئی اس طریقہ کا منکر نہیں تھا بلکہ سب صوفی ہوئے ہیں۔ اور شیخ بہاء الدین محمد عاملی علیہ الرحمہ (مصنف مثنوی نان وحلوہ ومفتاح الفلاح وکشکول بہائی وغیرہ) ان کے کلام تصوف میں ایسا کون ہے جس نے نہ سنے ہوں اور ان کے دل پر نقش نہ ہوا ہو۔ رسالہ نان وحلوہ جو مثنوی میں لکھا ہے ۔فرماتے ہیں۔

علم رسمی سر بسر قیل است وقال   نہ از و کیفیتی حاصل نہ حال
طبع را افسردگی بخشد دوام   مولوی باور نہ دارد این کلام

غزلیں اور تصنیفیں مثل حاشیۂ تفسیر قاضی دارالعین (تفسیر قاضی بیضاوی درحاشیہ تفسیر بہائی عربی مطبوعہ مصر) وغیر تصوف میں بہت مشہور ہیں۔

یہ طائفہ ہمیشہ اپنے خرقہ کو حضرت امیر المومنینؑ سے نسبت دیتا ہے ۔ اس طریقہ کو طریقہ مرتضویہ کہتے ہیں۔علامہ حلی علیہ الرحمہ شرح تجرید بحث امامت میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت سے متواتر منقول ہے کہ آنحضرت سید سردار ابدال ہوئے ہیں۔ چہار طرف سے ابدال آنحضرتؐ کی خدمت میں آداب سلوک وریاضت وطریقۂ زہد وغیرہ سیکھنے آتے تھے اور اسی کتاب میں ذکر ہے فضیلت ائمہ

علیہم السلام میں کہ انہوں نے علم وزہد وفضل وگوشہ گیری وترک دنیا کو اس قدر حاصل کیا تھا اور لوگوں میں پھیلایا تھا کہ فضلاء ومشائخ ان کی خدمت وبندگی پر فخر کرتے تھے جیسا کہ شیخ ابو یزید بسطامی اس بات پر فخر کرتے تھے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر میں سقہ تھے اور شیخ معروف کرخی قدس سرہ العزیز شیعۂ خالص حضرت امام رضا علیہ السلام کے تاحیات دربان تھے۔ (شرح تجرید الاعتقاد المسمیٰ بہ کشف المراد وغیرہ مصنفہ علامہ حلی۔)

علامہ حلّی کتاب منہج الکرامت میں جس جگہ حضرت امیر علیہ السلام کی مفاخرت کا ذکر کیا ہے کہتے ہیں کہ علم طریقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منسوب ہے اور تمام صوفی اپنے فرقے کو آنخضرت سے نسبت دیتے ہیں جس کی یہ تفصیل ہے۔ کہ شیخ ابن ابی جمہور اللحساوی علیہ الرحمہ جو کہ بزرگان علمائے شیعہ سے ہیں کتاب مجلی المراۃ روایت کرتے ہیں حضرت رسالت پناہ سے ۔ آنخضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو معراج کے واسطے لے گئے ۔ جب میں بہشت میں داخل ہوا دیکھا میں وسط بہشت میں ایک قصر جو کہ ایک دانۂ یاقوت سرخ کا تھا۔ جبرئیلؑ نے اس کو کھولا اور میں اس میں داخل ہوا، اس میں ایک مکان سونے کا دیکھا، وہیں اس میں داخل ہوا۔ دیکھا اس گھر میں ایک صندوق جو کہ نور کا تھا اور اس میں قفل بھی نور کا پڑا تھا پوچھا میں نے کہ اے جبرئیل کیا چیز ہے یہ صندوق اور اس میں کیا ہے؟ پس جبرئیلؑ نے جواب دیا: یاحبیب اللہ: اس میں سرّ خدا ہے جو کسی کو عطا نہیں ہوتا ہے سوائے اس کے جو اس کا حبیب ہو۔ پس کہا میں نے کہ کھولو اس کو میرے واسطے۔ جبرئیل نے جواب دیا کہ میں بندہ ہوں خدا سے مانگئے تاکہ وہ مجھے اذن کھولنے کا دے۔ پس میں نے سوال کیا۔ جانب خداوندی سے ندا آئی کہ اے جبرئیل کھولدے اس کو۔ پس جبرئیل نے کھولا، دیکھا میں نے اس میں فقر اور خرقہ کو پس عرض کیا میں نے کہ اے میرے سید ومولا یہ کیا چیز ہے جانب عرش سے ندا آئی کہ اے محمدؐ ان دو چیزوں کو میں تیرے اور تیری امت کے واسطے اختیار کیا ہے، جبکہ ان کو میں نے پیدا کیا تھا اور یہ دونوں چیزیں کسی کو نہیں دیتا ہوں، جس کو دوست نہیں رکھتا ہوں۔ اور ان دونوں چیزوں کو عزیز رکھا اور پہنا اور متوجہ مقام اور ادنیٰ ہوئے جب معراج سے واپس ہوئے اس فقر اور خرقہ کو بحکم خدا جناب امیرؑ کو دیا۔ امیرؑ نے اس پر اس قدر پیوند لگائے، فرماتے تھے کہ پیوند لگاتا ہوں اور سینے والے سے شرم آتی ہے۔ (اس قدر پیوند لگے ہیں) اسی طرح جناب امیر المومنین نے جناب حسنؑ کو پہنایا اور اسی طرح ہر امام نے پہن کر جناب صاحب الامر علیہ السلام کے پاس پہنچا وہ خرقہ

بعدہ دیگر تبرکات انبیاء یعنی انگوٹھی حضرت سلیمان ، عصائے حضرت موسیٰ وغیرہ پس وہ حضرت آج قطب زمانہ اور خلیفہ عصر نور السموٰت والارض ہیں۔ مصنف کہتا ہے کہ خرقہ سے مراد جو کہ مشائخ صوفیہ میں ہے بعینہٖ وہی خرقہ نہیں ہے۔ بلکہ مراد شرائط خرقہ پوشی ہے اسی طرح کہ رسول خداؐ نے پہنا اور پہنایا تھا یعنی صاحب خرقہ اور پیر کامل سے معانی اور اسرار بقدر استعداد حاصل کرنا اور اس کے صفات اور اخلاق سے متصف ہونا خرقۂ معنویت کا نشان ہے۔ اور شیخ مذکور اسی کتاب میں اس گروہ کی نسبت بعضوں کی کمیل ابن زیاد سے اور بعضوں کی اویس قرنی وابراہیم ادھم ، بشر حافی اور سلطان بایزید بسطامی سے دیتے ہیں جو کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب تھے اور امام جعفر صادق علیہ السلام پر سلسلہ ختم کرتے ہیں اور بہت سے سلسلے جو کہ اس وقت موجود مشہور ہیں شیخ معروف کرخی سے نسبت رکھتے ہیں جیسے کہ شیخ الاعظم والقمقام المعظم شیخ صفی الدین اردبیلیؒ (جد سلاطین صفویۂ ایران) مولانا رومی وغیرہ اور ان سے حضرت امام رضا علیہ السلام پر سلسلہ پہونچاتے ہیں اور ان لوگوں کا سلسلے تک پہنچتا ہے اور شیخ مذکور نے کتاب عوالی الامی میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ الشریعۃ اقوال (شریعت میرا قول ہے) والطریقۃ افعال (اور طریقت میرا فعل ہے) ولحقیقۃ احوالی (حقیقت میرا حال ہے) والمعرفۃ راس مالی (اور معرفت میرا سرمایہ ہے) والعقل اصل دینی (اور عقل میرے دین کی بنیاد ہے) والحب اساسی (اور محبت میرا اساسہ ہے) والشوق مرکبی (اور شوق میر امرکب ہے) والخوف رفیقی (اور خوف میرا رفیق ہے) والعلم سلاحی (اور علم میرا ہتھیار ہے) والحلم صاحبی (اور حلم میرا مونس ہے) والتوکل زادی (اور توکل میرا توشہ راہ ہے) والقناعۃ کنزی (اور قناعت میرا خزانہ ہے) والصدق منزلی (اور صدق میرا ٹھکانہ وجائے نزول ہے) والیقین ماوائی (اور یقین میری جائے پناہ ہے) والفقر فخری (اور فقیری میرا فخر ہے) وبہ افتخر علی سائر النبیاء والمرسلین (اور اسی سبب سے میں سارے انبیاء اور مرسلین پر فخر کرتا ہوں)۔

ائمہ کی فضیلت میں شارح کبیر نے گیارہویں باب میں اکابر ومشائخ علماء کا ائمہ کی خدمت میں حاضر ہونا لکھا ہے۔ سلطان بایزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر سقائی کرتے تھے۔ شیخ معروف کرخیؒ حضرت امام رضا علیہ السلام کے دربان تھے۔

شارح نہج المرشدین نے علم تصفیۂ باطن ، اسرار اور پوشیدہ علوم کا حاصل کرنا رسول خداؐ اور ان کی اولاد اور ان کے شاگردوں سے لکھا ہے۔

ابن طاؤس قدس سرہ (مصنف کتاب الطرائق فی معرفۃ مذہب الطرائق وکتاب جمال الاسبوع بکمال العمل المشروع وکتاب اقبال وکتاب منہج الدعوات ومجتبیٰ وغیرہ) نے کتاب طرائف میں خرقہ مشائخ کے سلسلہ کوائمہ تک پہنچایا ہے۔ باقی حالات صوفیائے کرام تابع ائمہ ہدیٰ علیہ السلام کا حال مجالس المومنین (مولفہ علامہ قاضی سید نور اللہ شوستری علیہ الرحمہ شہید ثالث علیہ الرحمہ) سے معلوم ہوسکتا ہے۔

جو لوگ کہ چلہ کشی کی عبادت کو بدعت کہتے ہیں ان کا یہ خیال غلط ہے کیونکہ آنحضرت صلعم سے منقول ہے کہ اے ابوذر جو شخص میری مسجد کے صحن میں ایک نماز پڑھے وہ ہزار نمازوں کے برابر ہوگی اور ان سب سے افضل وہ نماز ہے کہ اپنے گھر میں اس جگہ پڑھی جاوے جہاں اس کو کوئی نہ دیکھے سوائے خدا کے۔ اور احادیث فضیلت خانقاہ پر دال ہیں۔ مستند السالکین (مصنفہ ملا محمد تقی مجلسیؒ مصنف رسالہ تشویق السالکین) کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے۔ ان کا یہ اعتراض کہ عبادت چلہ بدعت ہے، غلط ہے۔ بدعت کی یہ تعریف نہیں کہ احادیث، فضیلت اربعین پر بہت ہیں، منجملہ جن کے ابن فہد رحمۃ خدائے تعالیٰ کی عبادت اخلاص کے ساتھ کرے، چشمے حکمت کے اس کے دل سے اس کی زبان پر جاری ہوں اور اخبار الرضاؑ (عیون اخبار الرضاؑ) میں بھی ایسا ہی ذکر ہے اور کتاب کفر وایمان از کافی (شیخ کلینی) میں اس کا تفصیلی ذکر ہے۔

اور ایک اعتراض ان کا یہ ہے کہ یہ گروہ ذکر بلند کرتے ہیں اور اچھی آواز سنتے ہیں اور یہ حرام ہے۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ اگر غرض ذکر بلند سے خلق کو سنانا نہ ہووے تو وہ عین عبادت ہے، جبکہ کتاب ثواب الاعمال (مصنفہ شیخ صدوقؒ) میں نقل ہے کہ ذکر میں جس قدر آواز کو کھینچے گا گناہوں سے پاک ہوگا۔ اور کتاب من لایحضر الفقیہ میں نقل ہے کہ ایک شخص خدمت امام زین العابدین میں آیا اور سوال کیا کہ خوش آواز لونڈی کا خریدنا اس کی آواز کی وجہ سے جائز ہے یا نہیں؟ حضرت نے فرمایا کچھ ڈر نہیں ہے۔ اگر تو اس کو خریدے پس بہشت کو یاد کر فافہم وتدبر والسلام۔

شمس العلماء نواب سید امداد امام صاحب عظیم آبادی اثر نے اپنی تالیف مصباح الظلم وایضاح البہم میں (کہ جس کی تصحیح جناب سرکار شریعتمدار مجتہد العصر والزمن حضرت مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ نے فرمائی ہے) فرقہ شیعہ امامیہ اثناعشریہ کے اثبات میں ارقام فرمایا ہے کہ فرقہ امامیہ کو باہر سے (اہل یونان اور اہل ہنود وغیرہ سے) تصوف کے لئے آنے کی حاجت نہ تھی۔ ان کا مذہب ہی روحانی پہلو رکھتا تھا۔ ان کے اماموں کی تعلیمات ہی جان تصوف تھی۔ پس جب کہ مذہب امامیہ میں

روحانیت کی کوئی کمی نہ تھی تو اس فرقہ کا اپنی حالت موجودہ پر قانع رہنا فطری امر تھا۔عوام کی یہ ایک غلط فہمی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب امامیہ تصوف سے بے تعلق رکھتا ہے ۔ مذہب امامیہ میں بھی تصوف ہے۔مگر یہ تصوف وہ ہے جو عین قرآن وحدیث وتعلیم ائمہ معصومین ہے اور ایسا تصوف ہے کہ اس سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی دوسرا تصوف ہوہی نہیں سکتا۔(ص ۹۱۲ مصباح الظلم ، وایضاح البہم) راقم کی دانست میں بہترین تصوف پیروی خدا اور رسول وائمہ طاہرین صلوٰت اللہ علیہم اجمعین کی ہے۔

محال است سعدی کہ راہ صفا توان رفت جز درپئے مصطفاً

پھر آگے ارقام فرماتے ہیں۔ واضح ہو کہ فرقۂ امامیہ میں بھی تصوف ہے۔مگر فرقہ امامیہ کا تصوف شرع محمدیؐ کے خلاف ایک جو برابر بھی نہیں ہے امامیہ بھی اولیاء اللہ کے قائل ہیں ۔صوفی فرقہ شیعہ میں بھی گذرے ہیں۔ مثلاً صدر الدین شیرازیؒ ،عبد الرزاق لاہجیؒ ، ملا حسین کاشفیؒ ، حافظ رجب بری وغیرہ ۔ قاضی سید نور اللہ شوستری (شہید ثالث علیہ الرحمہ) کی کتاب مجالس المومنین میں تو ایک اچھی فہرست شیعہ تصوفین کی دیکھی جاتی ہے۔ ان میں قابل ذکر اسمائے گرامی یہ ہیں: محی الدین ابن العربی، امام غزالی ، شیک شہاب الدین سہروردی ، نجم الدین کبروی، بایزید بسطامی، جلال الدین رومی، شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی ، خواجہ حافظ شیرازی ، فریدالدین عطار ، سید اشرف الدین جہانگیر کچھوچھوی ، سید معین الدین چشتی اجمیری۔ ان بزرگوں میں سے اکثر ضرورت کے وقت پابند تقیہ تھے۔ اس لیے اہل سنت نے انہیں سنی تصور کرلیا۔ اس وقت بھی شیعیان صوفی طریقت موجود ہیں۔ فرقہ کشفی سید کاظم رشتی کا اور فرقہ شیخی احمد لحساوی کا نام لیوا ہے۔ اسی طرح ایران میں فرقہ خاکسار ہے۔ اور ابھی تک ان میں پیری مریدی کا سلسلہ جاری ہے۔ (ص ۰۲۲، ۱۲۲ کتاب مصباح الظلم وایضاح البہم) جناب مولوی محمد باقر صاحب موسوی الصفوی بڈگامی کتاب اختر درخشاں میں صوفیائے شیعہ کی حقانیت کے اثبات میں ارقام فرماتے ہیں:" ایرانی دماغ نے عربی ذہن کی بہ نسبت تصوف اور باطنیات کو قبول کرلیا تھا" (اختر درخشاں ص ۹۷) نیز شاہان صفویۂ ایران نے تقریباً ۹۲۰ھ میں حکومت کا مذہب شیعہ قرار دیا تھا (ادبیات ایران ، براؤن)

شیعہ فقہا میں سے متعدد ایسے گذرے ہیں جن کے ایک کف میں جام شریعت تھااور دوسرے ہاتھ میں پیمانۂ تصوف، انہوں نے شریعت کے علوم اور عرفان کے رموز میں ایک حسین امتزاج پیدا کردیا ہے۔(اختر درخشاں،ص ۹۴)

جب فقہا کے آپسی فروعی اختلافات نفس اصول پر اثر انداز نہیں تو سلوک وعرفان کیونکر ان افراد کو مرکز سے باہر کرسکتا ہے، جو اس کو اپنائے ہوئے ہوں۔ (اختر درخشاں،ص ۰۵)

حجۃ الاسلام الحاج مولانا السید ظفر الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر، کتاب ''اختر درخشاں'' پر تقریظ کے دوران تحریر فرماتے ہیں'' یہاں بھی ایسے ان گنت خطے ہیں جن میں اسلاف کرام نے ابتداً تصوف کے رنگ میں تشیع کی تبلیغ کی۔''

۲۔ اوراد سیفی مرتضوی

دعائے سیفی آیۃ من آیات اللہ ہے اور بہت سے عجائب وغرائب اسرار اس میں مستتر ہیں، اور اکثر اولیاء اللہ نے اس سے فیض حاصل کیا ہے اور بہرمند ہوئے ہیں۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ دعاء سیف اللہ عین اللہ، قدرۃ اللہ، یداللہ، برہان اللہ، صمصام اللہ، حرز یمانی، سہم اللہ، حرز البر، حرز المرتضوی، حرز اعظم، حرز سیفی کے نام سے بھی نامزد ہوئی ہے۔ ایک دیگر روایت میں اس دعا کو یمین اللہ، قسم اللہ، نور اللہ، وجہ الحق، قریب الحق، میثاق الحق، حصن الاکبر الانوار اور شروح الاثار بھی اس کو فرمایا گیا ہے۔

دعائے سیفی مرتضوی کے ورد کا طریق، وقت اور شرائط اشارات واعتصامات نیز ترتیب دعاء اور شرائط عامل اعلان کامگار نے مختلف طور سے مقرر فرمائے ہیں، جس کی بنا پر مجموعہ اوراد سیفی کے مختلف نسخ ومخطوطات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

اوراد سیفی مرتضوی معمول قطب العارفین سید شاہ خیرات علیؒ ہمدانی علیہ الرحمہ، بانی امام باڑہ حصار، جلالی، ضلع علی گڑھ، متولی اوّل ۱۷۸۰ء وقف نواب آصف الدولہ بہادر کا ایک مخطوطہ آپ کے کتب خانہ واقع ادارۂ ہمدانیہ' گڑھی، قصبہ جلالی، ضلع علی گڑھ، میں محفوظ ہے۔ پر آپ اور آپ کی اولاد وحفاسے سید بہاء الدین حسین وسید فخر الدین حسین وحکیم سید محمد کمال الدین حسین وحکیم سید حسین وحکیم سید شجاع الدین حسین وحکیم سید محمد ریاض الدین حسین عامل رہے ہیں۔ نسخہ پر دو مقامات پر سید شاہ خیرات علی، سید بہاء الدین حسین اور سید زائر حسین کی مہریں ثبت ہیں۔ یہ نسخہ ۲۰۸ صفحات کا ہے۔ آداب وشرائط دعاء مذکور ہیں اور آخری صفحات پر درود شریف اور بعض دیگر اعتصامات درج ہیں۔ اس کتاب کے حاشیہ پر بھی اعتصامات درج ہیں۔

عم محترم جناب مولوی سید معزالدین حسین صاحب بغرض زیارت مشہد مقدس، ایران، تشریف لے گئے، اس نسخہ کا مقابلہ دعائے سیفی ادعیۂ نمبر ۹۵ در آستانہ قدس کتاب خانہ مبارک حضرت امام علی رضا علیہ السلام مشہد مقدس سے کیا تھا اور اضافات اس نسخہ کے حاشیہ پر درج فرمائے تھے۔ رسید کتابخانہ مبارک ۴۳۱۵ اس نسخہ کے ساتھ منسلک ہے۔

والد بزرگوار حاذق الحکماء حکیم سید محمد ریاض الدین حسین صاحب قبلہ نے بھی دعائے سیفی کے چند دیگر نسخوں سے مطالعہ کرکے اضافات حاشیہ پر درج فرمائے ہیں۔ نیز آپ نے معتبر ومستند علمائے عارفین سے اعتصامات ماثورہ بھی حاشیۂ کتاب پر اضافہ فرمائے ہیں۔ والد مرحوم ومغفور نے اوراد سیفی مرتضوی کو مع اسناد جداگانہ بیاض میں لکھنا شروع کیا، یہ کام تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

جناب والد مرحوم نے مندرجہ نسخ اور ادعیہ سیفی مرتضوی سے استفادہ فرمایا ہے۔

دعائے سیفی از معمول حکیم سید کمال الدین حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر مرحوم مغفور۔

۲۔ دعائے سیفی شیخ محمد غوث گوالیاری مع نادعلی۔

۴۔ بحار الانوار علامہ مجلسی علیہ الرحمہ۔

۵۔ دعائے سیفی معمول حکیم سید محمد شجاع الدین حسین عرف سید دلدار حسین جلالوی الہمدانی مرحوم ومغفور۔

۶۔ اعتصامات واختتام دعائے سیفی مرتضوی از کتاب شرح جواہر خمسہ۔

نام کاتب، تاریخ درج نہیں ہے۔ البتہ کاغذ کی نوعیت متن کے ساتھ جدید کاغذ کی جوڑ اور کتاب کی درستی سے اس کی قدامت واضح ہے۔ نیز اس نسخہ میں دو مقامات پر سید شاہ خیرات علی نام کی دو مہریں ۱۲۲۷ھ کی ثبت ہیں۔ جن سے واضح ہے وہ یہ نسخہ قطب العارفین سید شاہ خیرات علی علیہ الرحمہ کے کے ورد میں رہا ہے۔ اور بزرگوں سے یہ روایت ہے کہ متن دعا سید شاہ خیرات علی علیہ الرحمہ ہی کا تحریر کردہ ہے۔

مختصر یہ کہ اوراد سیفی مرتضوی کا یہ نسخہ نہایت معتبر اور مستند ہے۔ نیز شرائط دعوت، اشارات واعتصامات ماثورہ کے اعتبار سے ایک مکمل نسخہ ہے، تاہم یہ ضروری ہے کہ دعائے سیفی کے دیگر نسخوں اور مخطوطات (جو ہندوستان وبیرون ھند کتب خانوں میں محفوظ ہیں) کی مدد سے اس کو ایڈٹ کرکے شائع کیا جائے تاکہ مومنین کرام اوراد اور ان کے خواص کے فیوض وبرکات حاصل فرمائیں۔

۳۔ اورادفتحیہ:

یہ اوراد حضرت میر سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ نے اپنے مریدوں کے لئے مرتب فرمائے ہیں اور خانقاہ معلیٰ، سرینگر، کشمیر میں ان کا ورد جاری ہے۔ اورادفتحیہ کا ایک قلمی نسخہ بطریق عقائد مذہب شیعہ اثنا عشری کتب خانہ سید شاہ خیرات علی ہمدانی علیہ الرحمہ واقع گڑھی، قصبہ جلالی، ضلع علی گڑھ، میں محفوظ ہے۔ یہ ایک قدیم مخطوطہ ہے۔ اس کے خاتمہ پر حسب ذیل عبارت تحریر ہے:

''تمت ہذہ اوراد ائمہ کہ مشہور بہ فتحیہ احقر العباد اضعف الناس پر جو برحمت پروردگار واحمد مختار وآلِہ الاطهار وصحبه الكبار صلى الله عليه وآله وسلم اجمعين امام بخش بنی اسرائیل کولوی۔''

امام بخش کاتب نے جس قدیم نسخہ اورادفتحیہ سے یہ نسخہ نقل کیا ہے اس کا آخری ورق بھی آخر میں منسلک ہے، جس کے آخر میں تحریر ہے۔

''بید فقیر خاکپائے جمع ساداتان وشيخان عطاء الله غفراله والجميع المومنين والمومنات بخاطر داشت میر صاحب سید جمال علی جیو تحریر یافت بروز یکشنبہ۔''

اس نسخہ پر تاریخ تحریر درج نہیں ہے لیکن مشائخ شان کتابت وکاغذ کی نوعیت سے نسخہ کی قدامت واضح ہے۔ یہ نسخہ کرم خوردہ ہے لیکن متن صاف جلی قلم سے تحریر کیا گیا ہے، لہٰذا صاف پڑھاجاتا ہے۔ اشارے مثلاً سی وچہار مرتبہ سی وسہ مرتبہ پس بگوید دوبار وغیرہ سرخ روشنائی سے تحریر کیے گئے ہیں۔ ابتداء 'یا فتاح' سے کی گئی ہے اور اس کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحریر ہے۔ بسم اللہ کے بعد سہ مرتبہ گوید لاالہ اللہ محمد الرسول علی ولی اللہ۔ آخر حقاً حقاً تحریر ہے۔ اصل دعاء باون (۵۲) صفحات پر مشتمل ہے۔ صفحات کی لمبائی ''۹ چوڑائی'' ۲/۱/۶ ہے۔ اصل متن کی لمبائی چوڑائی اور سطور فی صفحہ سات ہیں۔

عقائد صفحہ ۴۳ تا ۴۴ حسب ذیل طور سے درج ہیں:

رضينا بالله تعالىٰ ربا والاسلام دينا ومحمد صلى الله عليه وآله وسلم نبياً ورسولاً وبامير المومنين على ابن ابى طالب اماماً وبفاطمه وباالحسن وبالحسين وزين العباد على والباقر محمد والصادق جعفر والكاظم موسىٰ والرضا على والتقىٰ محمد على والزكى العسكرى الحسن والمهدى الهادى اماما وبالقرىٰ كتب وبالكعبة

قبلۃ و بالصلوٰۃ فریضۃ وبالمومنین اخوانا صلوٰۃ الہ علیہم اجمعین۔

اورادفتحیہ کا یہ قلمی نسخہ کشمیر کے مروجہ مطبوعہ نسخوں سے باعتبار عقائد مختلف ہے اور اس سے واضح ہے کہ اورادفتحیہ کا رواج اہل سنت عقائد اہل سنت کے مطابق اور شیعہ صوفیہ وعارفین میں بطریق عقائد شیعہ رائج ہوا۔

جلالی، ضلع علی گڑھ، میں جہاں سادات ہمدانی ہمایوں کے وقت سے آباد ہیں، اورادفتحیہ بطریق مذہب شیعہ اثنا عشری مروجہ ہے اور اس قدیم مخطوطہ سے ماخوذ ہے۔

جلالی، ضلع علی گڑھ، میں اورادفتحیہ کا یہ قدیم ترین مخطوطہ ہے جو سید عطا اللہ کے مخطوطہ کی نقل ہے۔ سید عطاء اللہ ہمدانی حضرت میر سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ کی نسل سے ہیں جیسا کہ نسب نامہ جلالیہ موسومہ بہ خلاصۃ الانساب مرتبہ جناب افضل العلماء مولانا سید مکرم حسین صاحب قبلہ مجتہد اعلیٰ اللہ مقامہ سے واضح ہے جو حسب ذیل ہے:

سید عطاء اللہ ابن سید کمال الدین سید احمد ابن سید عمر ابن سید محمد ابن حضرت میر سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ

۴۔ مقباس المصابیح

تصوف سے مراد طریقت ہے، اور طریقت اس علم کہا جاتا ہے کہ جس میں حقوق عبودیت اور شرائط ریاضت بیان کئے جاتے ہیں اور اس علم کو سلوک بھی کہا جاتا ہے اور راہ طریقت میں جو سعی کرے اسے سالک کہتے ہیں اور اس علم کا نتیجہ عرفان حق تعالیٰ ہے۔ ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ رسالہ اجوبہ میں حقیقت وبطلان طریق صوفیہ پر روشنی ڈالتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں: جاننا چاہئے کہ راہ دین ایک ہے اور حق تعالیٰ نے ایک پیغمبرؐ بھیجا ہے اور آخر میں ایک شریعت قرار دی ہے لیکن انسان عمل اور تقویٰ کے مراتب میں مختلف ہوتے ہیں اور اہل اسلام کا ایک گروہ جو کہ ظاہر شرع شریف نبویؐ پر عمل کرتے ہیں اور سنت ومستحب کے عامل نہیں اور مکروہات مشتبہات کو ترک کرتے ہیں اور امور دنیا میں توجہ نہیں کرتے ہیں اور ہمیشہ اپنے وقت کو عبادت واطاعت میں صرف کرتے ہیں اور اکثر خلق سے، جنکی معاشرت کے باعث تضیع اوقات ہوتی ہے، کنارہ کش رہتے ہیں۔ ایسوں کو مومن، زاہد متقی کہتے ہیں اور صوفی کہلاتے ہیں کیوں کہ وہ اپنی کوشش میں انتہائی غربت اور فاقہ کی وجہ سے

صوف (اون) پر قناعت کرتے ہیں جو کہ سخت سے سخت اور سستی سے سستی پوشش ہے۔ اور یہ لوگ خلاصۂ نسل انسان ہیں لیکن چوں کہ ہر جماعت میں ایسے لوگ بھی داخل ہوجاتے ہیں کہ ان کو ضائع کر دیتے ہیں اور ایسے لوگ شیعہ سنی اور زیدی وغیرہ سب میں ہوتے ہیں۔ اسی طرح صوفیوں میں شیعہ سنی اور ملحد ہوتے ہیں۔

صوفیا میں سے اہل حق بھی تھے اور ہیں اور اس پر اکثر شہادتیں وارد ہیں۔ ملا محمد باقر رسالہ اجوبہ میں صوفیائے شیعہ سے حضرت سلطان العارفین وبرہان الواصلین شیخ صفی الدین نور اللہ برہانہ، سید بزرگوار علی بن طاؤس علیہ الرحمہ، شیخ ابن فہد حلّی، شیخ زین الدین رضوان اللہ علیہ کا ذکر خاص طور سے کیا ہے کہ جن کے تصانیف وقائق وحقائق صوفیاء میں مستند ہیں۔ نیز آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ طریقۂ خاص شیعیان اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ ریاضت ومجاہدت وذکر خدا وترک دنیا وبیزاری شریروں سے رہا ہے اور طریقۂ صوفیہ حقہ ان کا طریق ہے۔صوفی صافی ضمیر اہل تشیع تسبیح وتحلیل اور توحید حق تعالیٰ اور توسّل انوار ائمہ ہدی کے ساتھ وابستہ رہے اور کوئی بیہودہ وخلافت شریعت طریقہ ان میں نہیں ہے۔حضرت شیخ صفی الدین رضوان اللہ علیہ نے اپنے مقالات میں اکثر جگہ اپنے مریدوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ متابعت شریعت مقدسہ کریں اور ان باتوں سے کہ جو مخالفت شریعت ہیں پرہیز کریں۔

ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے طریقہ اذکار وادعیہ ماثورہ کا انتخاب کتاب ''مقباس المصابیح'' (چراغوں کا نور) میں پیش فرمایا ہے اور یہ ایک گرانقدر تصنیف، عرفان حق تعالیٰ میں ہے۔

ملا محمد باقر بن علامہ آخوند تقی مجلسی علیہ الرحمہ (۱۰۳۷ھ/۱۶۲۷ء تا ۱۱۱۰ھ/۱۶۹۸ء) اعلم وقت، فقیہ، محدث اور صاحب تصانیف کثیرہ ہوئے ہیں۔ آپ کا مزار پر انوار اصفہان میں جامع عتیق کے بقعہ میں واقع ہے اور مرجع خلائق ہے۔ آپ کی تصانیف میں عرفان وتصوف سے متعلق اعمال و اوراد کا گرانقدر ذخیرہ موجود ہے۔ اخبار واحادیث پر آپ کی جامع ومفصل کتاب ''بحار الانوار'' ایک بحر ذخار ہے جو لآلی ابدار سے مملو ومرقع پچیس ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور اسی کا خلاصہ ''مقباس المصابیح'' ہے جس مین علامہ مجلسی نے تعقیبات نماز سے متعلق مستند اوراد وظائف کا انتخاب پیش کیا ہے۔

''مقباس المصابیح'' کا ایک نستعلیق مخطوطہ کتب خانہ سید شاہ خیرات علی ہمدانی (واقع امام باڑہ سید خیرات جلالی، ضلع، علی گڑھ، وقف نواب آصف الدولہ بہادر) میں محفوظ ہے۔ یہ مخطوطہ تین سو

چھیتر (۳۷۶) صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی لمبائی ۸۔۱ انچ اور چوڑائی ۵ انچ ہے۔ عناوین سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ اس کے کاتب کرم علی ہیں، جنہوں نے اس نسخہ کی کتابت بمقام آستانہ سرائے میر تحصیل پھول پور ضلع اعظم گڑھ میں کی ہے۔ کتابت ششم ربیع الاوّل ۱۲۰۷ھ کو مکمل ہوئی ہے۔ اس کی جلد چرمی ہے اور بوسیدہ ہے۔

کتاب ''مقباس المصابیح'' کا مقصد تالیف علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے حسب ذیل الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

''اما بعد خامہ تقعیر آثار خادم اخبار ائمہ اخیار محمد باقر بن محمد تقی حشر ہما اللہ مع موالیہما الاطہار ہر الواح قلوب صافیہ وعقول زاکیۂ سالکان سالک عبادت ودعاء وطالبان قرب خیاب حق جل وعلامی نگارد کہ چوں اشرف عبادات بدنیہ نماز است وتعقیبات ماثورہ را در تکمیل صلوٰۃ مدخلتی عظیم است وایضاً رفع درجات وخط سیٔات وحصول مطالب درجات میکردند وہیچ راہ از طرف قرب رافع الدرجات بدعاومناجات نمی رسد وکتب ورسائل کہ درین مطلب تدوین شدہ، محیط بہمہ آنہا نیست وبسیار از آنہا کہ باسانید صحیحہ منقول گردیدہ ایراد نمودہ اند وبعضے از آنہا کہ ایراد نمودہ اند خصوصیتی بتعقیب مطلق صلوات ایراد نمودہ اند چوں ایں قاصر جمیع آنہا را در کتاب بحارالانوار بہ طریق متعددہ ایراد کردہ ام بخاطر ماتر رسید کہ اکثر آنہا را در رسالۂ جدا جمیع کنم، بفارسی احادیث آنہا را ترجمہ نمایم تا عامہ خلق ازاں بہرمند تواانند شدہ ودر ضمن نقل ہر یک آثار نصیحت وقوت ہر یک بحسب سندمی شود کہ اگر ناقدۂ بصیر خواہد کہ بعضے را اختیار نماید میبار زاد اند ودعا ہائے صبح وشام وسائز ساعات لیل ونہار را اضافہ نمودم وبردہ فصل مرتب کردہ شدم وچوں ادعیہ را از کتب معتبرۂ علمائے سلف رضوان اللہ علیہم ومصاحبہا کہ در دعاء تالیف نمودہ اند اقتباس بمقباس المصابیح مسمی ساختم۔

مذکورہ تحریر کی روشنی مین واضح ہے کہ علامہ مجلسی نے اس کتاب میں جملہ تعقیبات نماز پنجگانہ، نیز صبح وشام اور ہر گھڑی میں ورد کرنے کے لئے اذکار وودادعیہ کتب معتبرہ علمائے سلف رضوان اللہ علیہم سے اخذ کرکے جمع فرمائی ہیں اور اس لحاظ سے یہ مجموعہ اوراد برائے سلوک وعرفان الٰہی نیز رفع درجات انسانی وحصول مطالب وحاجات دنیاوی کافی ووافی ہے۔ اور آیہ ''وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون '' کے مطابق ہے۔

کتب سلوک وعرفان حق تعالیٰ میں یہ کتاب نہایت مستند ومقبول ہے اگر اس کتاب کا ترجمہ زبان

اردو میں کیا جائے تو یہ عرفان وسلوک کی منزل میں اردو داں حضرات کے لئے نہایت مفید ومقبول ہوگی۔

تقسیم وترتیب کتاب:

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اس کتاب کو دس فصول پر تقسیم کیا ہے:

فصل اوّل : درفضیلت تعقیب وشرائط وآداب آن ۔صفحہ ۴ ۔فصل دوم: دربیان تعقیبات است کہ مستحب است کہ بعد از ہرنماز خواندہ شودصفحہ ۸ ۔فصل سوم: درتعقیب مخصوص فریضۂ ظہرصفحہ ۶۶۔فصل چہارم: درتعقیبات مخصوص نمازعصرصفحہ ۸۵ ۔فصل پنجم: درتعقیب مخصوص فریضۂ صفحہ ۱۰۶ ۔ فصل ششم: درتعقیب مخصوص نمازخفتن صفحہ ۱۲۶۔فصل ہفتم: درتعقیبات نماز صبح صفحہ ۱۴۸ ۔فصل ہشتم: دربیان فضیلت وکیفیت سجدۂ شکرصفحہ ۲۱۵۔فصل نہم : دربیان دعا ہا کہ در صباح ومسابایدخواندصفحہ ۲۵۰۔فصل دہم: دردعاہائے کہ درساعات روز باید خواند ودعاہائے ہرروز کہ خصوصیت بساعتے ندارد۔ صفحہ ۳۴۸۔

مذکورہ دس فصلوں میں علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے سلوک وعرفان حق تعالیٰ سے متعلق منتخب اور پر تاثیر آیات قرآنیہ، اذکار اور ادعیہ انتخاب فرمائے ہیں۔ اگر ان کو معانی ومطالب کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ ذخیرہ عرفان وتصوف حقہ کا ایک نادر خلاصۂ انتخاب ہے۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے حقیقت تعقیب کی وضاحت فصل اول میں اس طرح فرمائی ہے۔ واما حقیقت تعقیب ظاہرش آنست کہ قرآن ودعا و ذکر کہ متصل بہ نماز واقع شود عرفاً داخل تعقیب باشد ولیکن افضل آنست کہ باوضو باشد ونشستہ باشد وبقبلہ وبہتر آنست کہ بر ہیئت تشہد باشد وسخن نگوید دراثنائے تعقیب خصوصاً درعقب نماز شام وبعضے گفتہ اند کہ بہتر آنست کہ جمیع شرائط نماز در تعقیب رعایت کند وظاہر آنست کہ بہر جائے کہ بعد از نماز مشغول قرآن ودعا وذکر باشد ثواب تعقیب فی الجملہ داشتہ باشد اگرچہ درراہ رفتن باشد وددر روایتے وارد شدہ کہ تا وضوداری ثواب تعقیب داری۔

مصادر ومراجع:

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں جن مصنّفین ومصنفات سے استفادہ فرمایا ہے اور اوراد واذکار وادعیہ اخذ فرمائے ہیں ان کی فہرست حسب ذیل ہے:

بحار الانوار : علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ ۔ کافی : شیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ ابن

بابویہ ابوالحسن علی بن الحسین بن موسیٰ بابویہ مجتہد اعظم قم ۔ شیخ طوسی ۔ شیخ نصیر الدین محقق طوسی مصنف اوصاف الاشرف واشارات وغیرہ ۔ بلد الامین مصنفہ شیخ ابراہیم بن علی بن الحسین بن محمد العاملی معروف بہ شیخ کفعمی ۔ مصباح کفعمی: (جنت الواقیہ وجنت الباقیہ معروف بہ مصباح کفعمی) سید ابن طاؤس سید رضی الدین علی ابن طاؤس مصنف مہج الدعوات وجمال الاسبوع واقبال ولہوف وغیرہ۔ علامہ حلی: مصنف شرح تجرید المسمی بکشف المراد ومنہاج الکرامت وغیرہ ۔ شیخ طبرسیؒ ۔ شیخ رضی الدین ابی نصر الطبرسی مصنف مکارم الاخلاق وغیرہ۔ شیخ مفیدؒ مصنف کتاب مجالس وغیرہ۔ سید ابن باقی مصنف کتاب اختیار وغیرہ۔ دیلمی مصنف اعلام الدین۔ سید ابن طاؤس: کتاب فلاح السائل وغیرہ شیخ طوسی ابوجعفر محمد بن الحسن بن علی الطّوسی مصنف مصباح المتہجد وکتاب محاسن وغیرہ۔ عدۃ الداعی:- مصنفہ جمال السالکین احمد بن فہد حلی علیہ الرحمہ ۔ محمد بن ھارون: در مجموع الادعوات ۔ عیون اخبار الرضا: محمد بن علی بن الحسین معروف بہ شیخ صدوقؒ فقہ الرضاؑ ۔ ابن ادریس: محمد بن احمد بن ادریس الحلی فخر الدین ابوعبد اللہ العجلی مصنف کتاب السراء الحاوی لتحریر الفتاویٰ ومختصر بنیان الشیخ الطّوسی ۔ شیخ شہید علیہ الرحمہ۔ شیخ ابن فہد: شیخ احمد بن محمد ابن فہد حلی جمال السالکین مصنف عدۃ الداعی۔ مہج الدعوات۔ شیخ تلعکری۔ مصنف مجموع الدعوات ۔ کشف الغمہ (کشف الغمہ فی معرفت الائمہ مصنفہ علی بن عیسیٰ بن ابی الفتح الاربلی۔ امالی: شیخ طوسی ۔ ثواب الاعمال محاسن ۔ قطب راوندی: شیخ سعید بن ہبۃ اللہ بن الحسن المعروف بالقطب الراوندی۔

مذکورہ مصادر ومراجع تمام تر سلوک وعرفان حق تعالیٰ اور تصوف حقہ سے متعلق ہیں اور اس اعتبار سے کتاب ''مقباس المصابیح'' ان اوراد ووظائف اور اذکار الٰہی کا ایک نادر خلاصہ ہے کہ جن پر عارفین وسالکین حق تعالیٰ عامل رہے ہیں۔

۱۔کتاب خانہ۔ ادارۂ ہمدانیہ، امام باڑہ سید شاہ خیرات علی ہمدانی، محلّہ گڑھی قصبہ جلالی، ضلع علی گڑھ، اتر پردیش، ہندوستان۔